Volume 03, Issue 01,
January-March 2025
PP: 107-112
Open Access on:
www.alimanjournal.com

AL-IMAN Research Journal
P-ISSN: 3006-1261 E-ISSN: 3006-127X

فہمیدہ ریاض کی شاعری میں عصر حاضر کے مسائل کی عکاسی

Reflection of Contemporary Issues in Fahmīda Riyāẓ's Poetry

Dr. Sadia Javed
Assistant Professor (Visiting)
Department of Urdu, Division of Islamic and Oriental Learning,
University of Education, Lahore.
sadia.rashid9029@gmail.com

Article History

Received
02-02-2025

Accepted
21-02-2025

Published
23-02-2025

Indexing

Abstract

This article critically examines the poetry of Fahmīdah Riyāz, a fearless and revolutionary poet of the 20th century who played a significant role in shaping progressive literary discourse in South Asia. Closely associated with the Progressive Writers' Movement, her poetry is marked by its bold expression, social consciousness, and defiance against oppression. She challenged societal norms and traditional structures, addressing issues such as gender inequality, political repression, and social injustice.

A central theme in Fahmīdah Riyāz's poetry is her unyielding resistance against authoritarianism and moral hypocrisy. Her verses serve as a powerful critique of the systemic discrimination faced by women, exposing deep-rooted patriarchy and advocating for women's rights, autonomy, and identity. Through her poetic expression, she not only highlighted women's struggles but also encouraged them to reclaim their place in society as equals.

This study explores how Fahmīdah Riyāz's poetry acts as a mirror reflecting contemporary socio-political issues, making her work profoundly relevant even today. It delves into her portrayal of female subjectivity, personal freedom, and the broader movement for justice. Furthermore, the article emphasizes how her literary contributions have influenced feminist thought and progressive literature in Urdu.

Ultimately, this research underscores Fahmīdah Riyāz's poetry as a catalyst for social change, inspiring future generations to challenge oppression and strive for an equitable society where individuals, regardless of gender, can live with dignity, self-expression, and freedom.

Keywords:

Feminist Issues, Dictatorship, Social Inequality, Rebellion, Identity, Protest, Industrial Development, Extremists, Exile, Linguistic Consciousness, Class Injustice, Motivation, Social Narrative.

All Rights Reserved © 2023 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

فہمیدہ ریاض اردو ادب کی ایک نمایاں شاعرہ تھیں جن کی شاعری میں عورت کے مسائل، اس کی جدوجہد آزادی، شناخت اور معاشرتی جبر کے خلاف احتجاج نمایاں ہے۔ ان کے کلام میں معاشرتی، سیاسی اور نسوانی مسائل کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے، وہ اپنی شاعری کے ذریعے نہ صرف عورت کے حقوق کی وکالت کرتی ہیں بلکہ پدرشاہی نظام، سماجی ناہمواریوں اور صنفی امتیاز پر بھی شدید تنقید کرتی ہیں۔ ان کے کلام میں نسوانی شعور، آزادی اظہار اور خواتین کے ساتھ روا رکھے جانے والے ناروا سلوک کی عکاسی ملتی ہے جو ان کے ادب کو ایک منفرد حیثیت دیتا ہے۔ ان کی شاعری میں معاصر سوسائٹی کے مسائل، نسوانی حقوق، سماجی انصاف اور انسانی جذبات کی عکاسی ملتی ہے، جو ان کی تخلیقی بصیرت کا مظہر ہے۔ فہمیدہ ریاض نے بنیادی طور پر عورت کی جدوجہد کو اپنے کلام میں اجاگر کیا ہے۔ ان کی شاعری میں عورت کی حالت زار، معاشرتی دباؤ اور حقوق کی پامالی جیسے موضوعات شامل ہیں۔ مثلاً ان کی مشہور نظم "وہ جو تمہارا خواب تھا" میں عورت کی آزادی اور خود مختاری کی خاطر جدوجہد کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ اس نظم میں عورت کو ایک طاقتور کردار کے طور پر نمایاں کیا گیا ہے، جو اپنی شناخت اور حق کے لیے آواز بلند کرتی ہے۔ علاوہ ازیں، فہمیدہ ریاض کی شاعری میں سماجی موقع پرستی اور استحصال کے خلاف بھی آواز سنائی دیتی ہے۔ ان کی نظم "گھروں میں بند عورتیں" میں وہ مردانہ سامراجیت اور سماجی ناانصافی کو تنقید کا نشانہ بناتی ہیں۔ اس نظم میں وہ خواتین کے مسائل کو بیان کرتے ہوئے ان کی آزادی کی ضرورت پر زور دیتی ہیں، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ خواتین کی سماجی اور اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لیے نہ صرف شعور بیدار کرنے کی خواہاں ہیں بلکہ عملی اقدام کی بھی وکالت کرتی ہیں۔ ان کی شاعری میں بین الاقوامی مسائل بھی شامل ہیں، خاص طور پر جنگ وجدل اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے حوالے سے۔ ان کی نظم "سکوت" میں وہ سماجی خاموشی اور بے حسی کی مذمت کرتی ہیں، جس میں انسانی درد و استحصال پر عمیق غور و فکر کیا گیا ہے۔ فہمیدہ ریاض نے اپنی شاعری کے ذریعے یہ پیغام دیا ہے کہ ہمیں اپنی آواز بلند کرنی چاہیے تاکہ ہم اپنے گرد و پیش کے مسائل سے نمٹ سکیں۔ اس مقالہ میں ہم نے فہمیدہ ریاض کے کلام کا جائزہ لیا ہے۔ ان کی شاعری میں اپنے عہد کے انسان کی نفسیاتی وارداتوں کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

فہمیدہ ریاض کی شاعری میں طبقاتی تقسیم، غریبوں کا استحصال اور جاگیرداری نظام کے خلاف ایک بغاوت نظر آتی ہے۔ ان کی نظم "بھاگ مسافر میرے غریب"، جو ان کے مجموعے **"پتھر کی زبان"** 1967ء میں شامل ہے، ایک عام مزدور کے دکھوں کا بیانیہ ہے۔ وہ سرمایہ دارانہ استحصال کے خلاف آواز اٹھاتی ہیں اور معاشرتی ناہمواریوں پر سوال اٹھاتی ہیں۔ فہمیدہ ریاض عورت کی آزادی اور خودمختاری کو بیان کرتی ہیں۔ اپنے مجموعہ کلام "دھوپ" کی ایک نظم "ایک لڑکی سے":

"یہ اسیر شہزادی!
جبر و خوف کی دختر
واہموں کی پروردہ
مصلحت سے ہم بستر
ضعف و یاس کی مادر
جب نجات پائے گی
سانس لے گی درانہ
محورِ قص رندانہ
اپنی ذات پائے گی"

اس نظم میں شاعرہ نے عورت کی اندرونی خواہشات اور اس کی خودی کی تلاش کو خوبصورتی سے پیش کیا ہے۔اپنے مجموعہ کلام "دھوپ" میں فہمیدہ ریاض لکھتی ہیں:

ہجر کے اور تنہائی کے آنسوؤں کا دھارا اندرون ذات سے نہیں، ذات کے چاروں اوڑ بکھرے ہوئے سنگین حالات سے پھوٹتا ہے۔ آدمی کی خوشی اس کی ضرورتوں کی تکمیل سے اس کے مکمل وجود کی آسودگی سے ہے۔ یہ آسودگی نہ پاکر آدمی تلملاتا ہے۔ ایسا اکثر ہوا ہے کہ وہ اپنی محرومیوں پر شرم سے آگ بگولا ہو گیا، اپنے دکھوں پر رویا اور خوشیوں کے بودے پن پر حیران ہوا۔[1]

اسی طرح، ان کی نظم "چادر اور چار دیواری"، جو "**بدن دریدہ** "1973ء میں شامل ہے، عورت کے لیے بنائے گئے غیر منصفانہ سماجی اصولوں پر ایک شدید تنقید ہے۔ اس نظم میں وہ اس جبر کی تصویر کشی کرتی ہیں جس کا سامنا عورت کو ایک روایتی سماج میں کرنا پڑتا ہے۔ فہمیدہ ریاض کی شاعری میں سیاسی جبر اور آمریت کے خلاف بغاوت کا عنصر بہت واضح ہے۔ وہ ذوالفقار علی بھٹو کے دور کے بعد جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء کے خلاف شدید مزاحمت کا اظہار کرتی رہیں۔ ان کی نظم "تم کون ہو بی بی؟"، جو "**دھوپ** "1980ء میں شامل ہے، آمریت کے خلاف ایک طاقتور احتجاج ہے۔

ان کی شاعری میں جمہوری حقوق، آزادی اظہار اور سیاسی شعور کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، نظم "ہم رکھی ہوئی چیزیں نہیں ہیں"، جو "ہم لوگ "1986ء میں شامل ہے، خواتین کو محض روایتی کرداروں میں قید رکھنے کے خلاف ایک شدید احتجاج ہے۔ فہمیدہ ریاض کو اردو کی چند بڑی نسوانی آوازوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ ان کی شاعری میں عورت کی آزادی، شناخت اور اس کے جذبات کا کھل کر اظہار نظر آتا ہے۔ ان کا مجموعہ "بدن دریدہ" 1973ء انقلابی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس میں عورت کی جسمانی، ذہنی اور جذباتی آزادی کے موضوعات کو کھل کر بیان کیا گیا ہے۔ اپنے مجموعہ کلام "آدمی کی زندگی" میں ان کی ایک نظم ہے "انقلابی عورت":

"انقلابی عورت"

"رن بھومی میں لڑتے لڑتے بیتے کتنے سال
اک دن جل میں چھایا دیکھی چٹے ہو گئے بال
پاپڑ جیسی ہوئیں ہڈیاں، ہلنے لگے ہیں دانت
جگہ جگہ جھریوں سے بھر گئی سارے تن کی کھال
دیکھ کے اپنا حال ہوا پھر اس کو بہت ملال
ارے میں بڑھیا ہو جاؤں گی، آیا نہ تھا خیال!
اس نے سوچا
گر پھر سے مل جائے جوانی
جس کو لکھتے ہیں دیوانی
اور مستانی
(جس میں اس نے انقلاب لانے کی ٹھانی)
وہی جوانی"[2]

فہمیدہ ریاض کی شاعری میں جہاں عورت کے لطیف جذبات و احساسات کو بڑے نپے تلے انداز سے پیش کیا گیا ہے تو وہیں ان کی شاعری میں مذہبی و معاشرتی پابندیوں میں جکڑی عورت کا مزاحمتی نوحہ بھی سنائی دیتا ہے۔ ایک اور نظم میں عورت کے ممتا روپ کے جذبات و احساسات کا اظہار دیکھیے:

"لاؤ، ہاتھ اپنا لاؤ ذرا"

ان کی تمام شاعری میں کم و بیش ایسے ہی کہیں عورت کے لطیف نسوانی جذبات کی عکاسی ہے، تو کہیں سماج میں عورت کے استحصال کے خلاف رد عمل کے طور پر بے باک مزاحمت ہے۔ فہمیدہ ریاض اپنے مجموعہ کلام "بدن دریدہ" کے پیش لفظ میں لکھتی ہیں:

جب اخلاقی اقدار اپنی حقیقی روح کھو کر محض رواج بن کر رہ جاتی ہیں تو اس کو ریزہ ریزہ ہوتے ہوئے، بکھرتے ہوئے معاشرے میں ہر فرد اپنے آپ کو اسی کرب کا شکار پاتا ہے۔ اس خلفشار میں وہ زندگی کرنے کی کوئی ترکیب نکالتا ہے۔[3]

ان کی نظم "سنا ہے" جس میں عورت کی جسمانی خواہشات کو موضوع بنایا گیا ہے، اردو شاعری میں ایک نئے رجحان کی علامت بنی۔ اس نظم کو شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا، مگر اس نے نسوانی جذبات کے اظہار کے لیے ایک نئی راہ ہموار کی۔ فہمیدہ ریاض کے کلام میں جبر و استبداد اور گھٹے ہوئے ماحول کے خلاف صدائے احتجاج ہے۔ ان کے کلام میں مفلس فاقہ کش کچلے ہوئے عوام کو زندگی کا حق حاصل کرنے کی ہمت دلائی جا رہی ہے۔ وہ طبقاتی لوٹ کھسوٹ پر مبنی نظام کے بارے میں فکر مند ہیں۔ انسانی اور قومی مسائل کو اوّلین اہمیت دیتی ہیں۔

لوٹ کھسوٹ کے بارے درندے کو
چوراہے پر شوٹ کیا جائے گا
دفن کر دیں گے ہم اسے
اتنی گہری قبر کھود کے
ہماری حسین اور معصوم دھرتی پر
پھر کبھی وہ اپنے نجس پیر نہ دھر سکے گا
ممکن تو یہی ہے اے باغبان
ہزار گلابوں کا چمن کھلے
بارش کی بوچھاڑ میں
ایک شاخ بھی تشنہ نہ رہے
میں اسی دن کیلئے گاتی ہوں
گاتی رہوں گی
میسر آخری گیت۔ امید کا گیت
یہ شاعر کے دل کا فرمان ہے
یہ شاعر کے دل کا فرمان ہے۔[4]

فہمیدہ ریاض کی شاعری میں شعور حیات کے ساتھ ساتھ شعار زیست کا بھی احساس ملتا ہے۔ ان کے پہلے مجموعہ "پتھر کی زبان" کا لہجہ باغیانہ قرار پایا لیکن اس میں ایک رومانوی کرب کا اظہار بھی ملتا ہے۔ ان کی شاعری ایک نئے طرز احساس کی طرف سفر کرتی دکھائی دیتی ہے جس

میں نسوانی وجود اپنے بھرپور امکانات کے ساتھ موجود ہے۔ فہمیدہ کے ہاں فکر و فن بھی ہے اور زندگی کی صداقتیں بھی، ماضی کی توانا روایات بھی ہیں اور عصری میلانات سے آگاہی بھی۔ وہ اپنے ادراک وشعور کو ظاہر و باطن کے تمام محرکات سے مستفید کر کے شعری تخلیق کو جنم دیتی ہیں۔ ان کی شاعری میں فکر، جذبے اور صداقت کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ فاطمہ حسین کہتی ہیں:

فہمیدہ ریاض، پتھر کی زبان کی نرم و نازک شاعری کے بعد جب بدن دریدہ کی کھری سچی شاعری کے ساتھ نمودار ہوئیں تو یہ بدن سے زیادہ دریدہ دہن گردانی گئیں۔۔۔ یہ کون تھی جو مستور نہیں رہنا چاہتی تھی اور اپنے آپ کو آشکار کر رہی تھی۔ [5]

عالمی سطح پر وقوع پذیر ہونے والی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تبدیلیاں ہوں یا اس حوالے سے انسانی رد عمل کا تجزیہ ہو، فہمیدہ کی جداگانہ تخلیقی آواز اور ان کے طرز فکر و احساس کو بطور خاص اہمیت دینی پڑے گی۔ شاہدہ حسن لکھتے ہیں:

عورتیں چونکہ باہمی رشتوں کے اٹوٹ بندھنوں سے بندھی ہوتی ہیں اور ان کا دھڑکتا ہوا وجو، فکر و تدبر، بصیرت اور تجربے کی بعض ایسی جہتوں سے بھی آشنا ہوتا ہے جو مرد ذات سے کئی حیثیت میں مماثل ہونے کے باوجود، بہت مختلف بھی ہوتا ہے۔ اس لیے ان کی تحریروں میں موجود رومانی تہذیبی اقدار کی جھلکیاں، انسانی غم و الم، سامراجی قوتوں کے عزائم کے خلاف بیزاری، نقل مکانی اور ترک سکونت سے مرتب ہونے والے نفسیاتی اثرات، مرد سے مرد کی بیگانگی اور انسان کی ازلی تنہائی جیسے بے شمار موضوعات، ان کے شعور اور ان کی شاعری کے ذریعے اظہار پا چکے ہیں۔ [6]

فہمیدہ ریاض کو ضیاء الحق کے دور میں بھارت میں جلاوطنی اختیار کرنا پڑی اور اس عرصے میں لکھی گئی ان کی نظمیں ہجرت، بے وطنی اور شناخت کے بحران کو بیان کرتی ہیں۔ ان کا مجموعہ "اپنا جرم ثابت ہے"1988ء ان کے اسی دور کی شاعری کو سمیٹتا ہے۔ نظم "یہ کون لوگ ہیں"، جو اس مجموعے میں شامل ہے، میں وہ ان انتہا پسندوں کی نشاندہی کرتی ہیں جو مذہب کے نام پر نفرت کو فروغ دیتے ہیں۔ یہ نظم نہ صرف پاکستان بلکہ پورے برصغیر کی صورتحال کی عکاسی کرتی ہے، جہاں فرقہ وارانہ کشیدگی اور عدم برداشت ایک سنگین مسئلہ بن چکا تھا۔

جدید دور میں ماحولیاتی مسائل اور تیز صنعتی ترقی کے اثرات پر بہت کم اردو شاعروں نے توجہ دی ہے، مگر فہمیدہ ریاض کی شاعری میں یہ پہلو بھی نمایاں ہے۔ ان کی نظم "پانی"، جو "کلام فہمیدہ"1994ء میں شامل ہے، پانی کے بحران، آلودگی اور انسان کی فطرت سے دوری کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ نظم آج کے دور میں بھی بے حد متعلقہ ہے، جب دنیا ماحولیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے گزر رہی ہے اور پانی کی قلت ایک عالمی مسئلہ بن چکی ہے۔ فہمیدہ ریاض کی شاعری ایک آئینہ ہے جس میں جدید دور کی مشکلات کی مکمل تصویر نظر آتی ہے۔ انہوں نے طبقاتی ناانصافی، آمریت، نسائی شعور، جلاوطنی اور ماحولیاتی تباہی جیسے اہم موضوعات کو نہایت جرات، فصاحت اور خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا۔ ان کی شاعری آج کے زمانے کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے کیونکہ آج بھی خواتین کو مساوات، انصاف اور آزادی کے لیے جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے۔ ان کی شاعری میں ہمیں عورت کے مسائل پر غور کرنے، ان کا حل تلاش کرنے اور ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی ترغیب ملتی ہے جہاں عورت اور مرد برابر ہوں اور ہر فرد کو اپنی شناخت اور آزادی کے ساتھ جینے کا حق حاصل ہو۔ ان کی نظمیں نہ صرف اردو شاعری میں ایک منفرد مقام رکھتی ہیں بلکہ عورتوں کو ترغیب دیتی ہیں کہ وہ اپنے حق کے لیے آواز بلند کریں تاکہ معاشرے کی تعمیر نو ہو سکے۔ ان کی نظمیں ایک سماجی بیانیہ بھی قائم کرتی ہیں جو عورتوں کے حقوق، آزادی اور مشکلات کو اجاگر کرتا ہے۔ فہمیدہ ریاض پاکستان کی ایسی شاعرہ ہیں جن کی شاعری میں عورت کے داخلی ونفسیاتی جذبات اور احساسات علاوہ عہد حاضر کے دیگر خارجی مسائل کی عکاسی بھی دکھائی پڑتی ہے۔ ان کی تخلیقات میں عورت کی خود مختاری، سماجی انصاف اور انسانی حقوق جیسے موضوعات تو نمایاں ہیں ہی لیکن اس کے علاوہ ان نظموں میں جنگ، غربت اور فرقہ واریت جیسے مسائل کی بھی

جھلک ملتی ہے، جو عہد حاضر کی تلخ حقیقت ہیں۔ فہمیدہ ریاض اپنی شاعری کے ذریعہ انسانیت کی آواز بن کر ابھری ہیں۔ انہوں نے نہ صرف اپنی شاعری میں بلکہ اپنے سیاسی و سماجی نظریات میں بھی ان مسائل پر کھل کر بات کی ہے۔ ان کی شاعری میں ایک شدت اور جدوجہد کا عنصر موجود ہے جو انہیں اپنے وقت کی اہم شاعرہ بناتا ہے۔ ان کی آواز مظلوموں کی آواز ہے اور ان کی شاعری عہد جدید کے معاشرتی و سیاسی تضادوں کی عکاسی کرتی ہے۔ فہمیدہ ریاض پاکستانی ادب کی ایک منفرد شاعرہ کی حیثیت رکھتی ہیں، جن کی تخلیقات میں ریاستی جبر کے خلاف مزاحمت کا گہرا پہلو موجود ہے۔ ان کی شاعری نہ صرف ذاتی تجربات کی عکاسی کرتی ہے بلکہ سماجی اور سیاسی حقائق پر بھی روشنی ڈالتی ہے۔ فہمیدہ ریاض نے اپنی زندگی کے کئی مراحل میں ریاستی ظلم و ستم کا سامنا کیا اور انہوں نے اپنی شاعری کے ذریعے اس چوٹ کو لفظوں میں ڈھال دیا۔ ان کی شاعری میں انسانی حقوق، آزادی اور انصاف کے لئے آواز بلند کی گئی ہے۔ وہ خود کو محض ایک شاعرہ تک محدود نہیں رکھتیں بلکہ وہ سماجی مسائل کی طرف توجہ دلاتی ہیں، خاص طور پر خواتین کے حقوق اور ان پر ہونے والے مظالم کے بارے میں۔ ان کی تخلیقات میں جدوجہد اور مزاحمت کا جذبہ محسوس ہوتا ہے، جو قاری کو ہمت دیتا ہے۔ فہمیدہ ریاض کی شاعری نے نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں آزادی پسند تحریکوں کی حمایت کی ہے۔ ان کا کلام ہمیں یہ احساس دلاتا ہے کہ جبر کے خلاف اٹھنے والی آواز کبھی خاموش نہیں ہوتی۔ ان کی شاعری میں مزاحمت کا یہ عنصر ہمیں تحریک دیتا ہے کہ ہم بھی اپنے حقوق کی خاطر لڑیں۔ یہ حقیقت ان کی تخلیقی صلاحیتوں کی عکاسی کرتی ہے اور ان کی حیثیت کو پاکستان کے ادبی منظر نامے میں نمایاں مقام عطاء کرتی ہے۔

فہمیدہ ریاض اردو ادب کی ایک ممتاز شاعرہ، ناقد اور ادبی Activist تھیں۔ ان کی شاعری میں خواتین کے حقوق، سماجی انصاف اور انسانی جذبوں کی عکاسی بہت نمایاں ہے۔ وہ اپنی مختصر مگر گہرائی رکھنے والی نظموں میں نسوانیت کی آواز بھی بلند کرتی ہیں۔ ان کی شاعری میں شدت احساس، محبت اور احتجاج سبھی کا امتزاج ملتا ہے۔ فہمیدہ کا کلام روایتی رومانویت سے ہٹ کر حقیقت پسندانہ مؤقف اختیار کرتا ہے، جس میں زندگی کی تلخ حقیقتوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ ان کی شاعری ایک نئی سوچ کی رہنمائی کرتی ہے اور معاشرتی تبدیلی کی تحریک کو فروغ دیتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 فہمیدہ ریاض، **"دھوپ"**، (لاہور: مکتبہ دانیال، وکٹوریہ چیمبر نمبر2، 1972ء)، ص7-

2 فہمیدہ ریاض، **"آدمی کی زندگی"**، (لاہور: فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ اردو بازار، 1999ء)، ص124-

3 فہمیدہ ریاض، **"بدن دریدہ"**، پیش لفظ، (لاہور: مکتبہ دانیال، 1974ء)، ص45 تا46-

4 سلیم اختر، **"خواتین کی شاعری میں عورتوں کے مسائل کی تصویر کشی"**، (اسلام آباد: وزارت خواتین حکمت پاکستان، سماپریس، 2005ء)، ص119-

5 فاطمہ حسن، ڈاکٹر، **کتاب دوستاں**، (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، 2001ء)، ص133-

6 شاہدہ حسن، **"نسائی حسیت کا اظہار اور شعری پیرائے"**، فیمینزم اور ہم، (کراچی: وعدہ کتاب گھر، 2013ء)، ص156-